مطالعۂ قرآن حکیم

ڈاکٹر اسرار احمد

# کلمۂ طیّبہ کی مثال

## سورۃ ابراہیم کی آیات ۲۴ تا ۲۷ کی روشنی میں

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ     بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ
أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ○ تُؤْتِيْٓ أُكُلَهَا
كُلَّ حِيْنٍۢ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ
خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ○
يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ
وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ○

”کیا تم نے غور نہیں کیا کیسے مثال بیان فرمائی اللہ نے کلمۂ طیّبہ کی ایک ایسے شجرۂ طیبہ کے مانند جس کی جڑ مضبوطی سے جمی ہوئی ہو، اور اُس کی شاخیں آسمان کو چھو رہی ہوں اور وہ اپنا پھل اپنے ربّ کے حکم سے ہمیشہ بھرپور دیتا ہو ـــــ اور اللہ لوگوں کے لیے ایسی تمثیلیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ یاددہانی حاصل کر سکیں۔ اور کلمۂ خبیثہ کی مثال ایک شجرۂ خبیثہ کی سی ہے جو زمین کے اُوپر ہی سے اکھاڑ لیا جائے اور اسے کوئی ثبات حاصل نہ ہو۔ اللہ اہلِ ایمان کو قولِ ثابت کے ذریعے دنیا میں بھی ثبات عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی ـــــ اور اللہ بے راہ کر دیتا ہے ظلم کرنے والوں کو، اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ـــــ!!

مطالعۂ قرآن حکیم

ڈاکٹر اسرار احمد

# کلمۂ طیّبہ کی مثال

## سورۂ ابراہیم کی آیات ۲۴ تا ۲۷ کی روشنی میں

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ○ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ○ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ○

"کیا تم نے غور نہیں کیا کیسے مثال بیان فرمائی اللہ نے کلمہ طیّبہ کی ایک ایسے شجرۂ طیبہ کے مانند جس کی جڑ مضبوطی سے جمی ہوئی ہو اور اُس کی شاخیں آسمان کو چھُو رہی ہوں اور وہ اپنا پھل اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ بھرپور دیتا ہو ____ اور اللہ لوگوں کے لیے ایسی تمثیلیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ یاددہانی حاصل کرسکیں۔ اور کلمہ خبیثہ کی مثال ایک شجرۂ خبیثہ کی سی ہے جو زمین کے اُوپر ہی سے اکھاڑ لیا جائے اور اسے کوئی ثبات حاصل نہ ہو۔ اللہ اہلِ ایمان کو قولِ ثابت کے ذریعے دنیا میں بھی ثبات عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی ____ اور اللہ بے راہ کر دیتا ہے ظلم کرنے والوں کو، اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ____!!

یہ ایک جانی پہچانی حقیقت ہے کہ آسمانی کتابوں میں تمثیلات بکثرت بیان ہوئی ہیں، اس لیے کہ اُن کے مخاطب تمام انسان ہوتے ہیں جن میں اکثریت ان عوام النّاس کی ہوتی ہے جو اعلیٰ علمی حقائق کو علمی اندازِ بیان اور فنّی اصطلاحات کے حوالے سے تو نہیں سمجھ سکتے، ہاں اگر انہیں عام فہم تشبیہوں اور تمثیلوں کے ذریعے بات سمجھائی جائے تو سمجھ لیتے ہیں۔ اسی لیے ان تشبیہوں اور تمثیلوں کا ان کے تمام مشاہدات سے ماخوذ ہونا ضروری ہے۔ تورات میں تمثیلیں بہت کم ملتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام تر احکام و شرائع ہی کا مجموعہ ہے یعنی صرف کتاب و شریعت پر مشتمل ہے۔ اس کے برعکس انجیل میں تمثیلیں نہایت کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔ اس لیے کہ وہ کُل کی کُل حکمت اور معرفت پر مشتمل ہیں اور ظاہر ہے کہ تمثیل کی ضرورت ایسے ہی اعلیٰ اور لطیف علمی حقائق کی وضاحت کے لیے پیش آتی ہے۔ قرآن چونکہ مجموعہ ہے دلائل و براہین، احکام و شرائع اور حکمت و معرفت سب کا، لہٰذا اس میں تمثیلات کی کثرت اتنی تو نہیں ہے جتنی انجیل میں ہے، لیکن جتنی تمثیلیں بھی اس میں وارد ہوئی ہیں وہ سب فصاحت و بلاغت کی معراج کی مصداق ہیں ـــــ ان ہی میں سے دو تمثیلیں یہ ہیں جو ان آیاتِ مبارکہ میں بیان ہوئیں۔ ایک مثال ہے کلمۂ طیبہ یعنی کلمۂ توحید کی ـــــ اور دوسری مثال ہے کلمۂ خبیثہ یعنی کلماتِ شرکیہ کی ـــــ!!

کلمۂ طیبہ یا کلمۂ توحید کی مثال ایک ایسے مثمر درخت کی ہے جس کی جڑیں بھی مضبوط ہوں اور زمین کی گہرائی میں اُتری ہوئی ہوں، اور شاخیں بھی نہ صرف یہ کہ خوب پھیلی ہوئی ہوں بلکہ بلند بھی اتنی ہوں گویا کہ آسمان کو چھو رہی ہوں۔ واضح رہے کہ ان دونوں چیزوں کا تعلق درخت کی غذا سے ہے۔ درخت ایک جانب تو زمین سے غذا حاصل کرتا ہے جس کے لیے جڑوں کا مضبوطی کے ساتھ جمے ہونا اور زمین میں گہرا اترے ہونا ضروری ہے۔ دوسری جانب وہ فضا سے بھی غذا حاصل کرتا ہے جس کے لیے اُس کی شاخوں کا چاروں طرف خوب پھیلے ہونا بھی لازمی ہے اور زیادہ سے زیادہ بلند ہونا بھی، تاکہ وہ تنازع للبقاء کے اصول کے تحت آس پاس کے درختوں سے بلند تر ہو کر بلا روک ٹوک فضا سے غذا حاصل کر سکے۔ ان ہی دونوں چیزوں پر دار و مدار ہے اُس کے پھل دینے کا ـــــ غذا اگر وافر بھی مل رہی ہو اور اعلیٰ سے اعلیٰ اور عمدہ سے عمدہ بھی مل رہی ہو تو ظاہر ہے کہ پھل بھی اچھے سے اچھا اور ہر موسم پر پُورا اور بھر پور آتے گا۔

بالکل یہی مثال کلمۂ توحید کی بھی ہے۔ اس کے تغذیہ و تقویت کا معاملہ بھی دو اطراف سے متعلق ہے۔ ایک فطرتِ انسانی سے جو صالح زمین سے مشابہ ہے اور جس کی گہرائیوں میں توحید کے صاف ستھرے سوتے بہہ رہے ہوں۔ جہاں سے توحید فی العقیدہ، توحید فی العمل اور توحید فی الطلب سب کو غذا ملتی ہے۔ دوسرے آفاقی آیات و شواہد سے، جن پر غور و فکر سے عقلِ انسانی توحیدِ تخلیق اور توحیدِ تدبیر کا سراغ پاتی ہے۔ ان دونوں کو قرآن مجید نے نہایت جامعیت و اختصار کے ساتھ تو ایک آیت میں اس طرح جمع کیا کہ:

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ (حٰمٓ السجدۃ : ۵۳)

"ہم عنقریب دکھائیں گے انہیں اپنی آیات آفاق میں بھی اور خود ان کے نفوس میں بھی یہاں تک کہ یہ بات بالکل کھل جائے گی کہ حق وہی ہے"!

اور علیحدہ علیحدہ ان اسالیب میں بیان کیا کہ کہیں تو اپنے من میں ڈوب کر سراغِ زندگی پانے کی تلقین فرمائی بالفاظِ قرآنی: وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ اور چونکہ اس کی صلاحیت و استعداد کم ہی لوگوں میں ہوتی ہے لہٰذا یہ مضمون قرآن میں نسبتاً کم ملے گا آیاتِ آفاقی پر دعوتِ تعقّل و تفکّر کے مقابلے میں جس کا نہایت کثرت سے اعادہ ہوا ہے بالخصوص مکّی سورتوں میں ـــــ اور جس کا نہایت جامع خلاصہ ہے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۶۴ میں، جسے "آیتُ الآیات" قرار دیا جائے تو غلط نہ ہو گا جس کا ترجمہ ہے:

"یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، اور رات اور دن کے اُلٹ پھیر میں، اور اُس کشتی میں جو لوگوں کی ضرورت کی چیزیں لے کر دریا میں چلتی ہے، اور اُس پانی میں جسے اللہ نے آسمان سے برسایا اور اس کے ذریعے زمین کو اُس کے مُردہ ہو جانے کے بعد زندہ کیا، اور پھیلا دیئے اس میں ہر نوع کے جاندار، اور ہواؤں کے چلانے میں اور اُس بادل میں کہ جو آسمان اور زمین کے مابین مامور ہے، نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیں"!

الغرض توحید کا شجرۂ طیّبہ بھرپور غذا حاصل کرتا ہے فطرتِ انسانی کی زمین سے بھی اور آیاتِ آفاقی میں غور و فکر سے بھی ـــــ اور پھر بھرپور پھل لاتا ہے اخلاقِ حسنہ، اعمالِ صالحہ، اور اعلیٰ سیرت و کردار کا ـــــ

جن کے نمونے ملتے ہیں انبیاء و صدیقین، شہداء، صلحاء اور اتقیاء و ابرار کی سیرتوں اور شخصیتوں میں، جو اصل میں ثمرِ طیّب ہے توحید کے کلمۂ طیّبہ ہی کے شجرۂ طیّبہ کا۔

اس کے برعکس معاملہ ہے مشرکانہ اوہام و عقائد کا، کہ اُن کے لیے نہ فطرتِ انسانی میں کوئی جڑ بنیاد موجود ہے، نہ ہی اس وسیع و عریض کائنات کے کسی گوشے سے انہیں کوئی تائید حاصل ہوتی ہے۔ گویا اُن کی مثال اُس جھاڑ جھنکاڑ کی سی ہے جو زمین پر ایسے ہی پھیل گیا ہو کہ نہ اس کی جڑیں گہرائی میں اُتری ہوئی ہوں نہ شاخیں فضا میں بلند ہوں، چنانچہ اُس میں نہ پھول لگتے ہوں نہ پھل، نہ اُس کا کوئی سایہ ہی ہو جس کے تلے کوئی تھکا ماندہ مسافر کسی وقت استراحت کر لے، نہ کسی کو کوئی غذا کا سامان ہی اُس سے حاصل ہوتا ہو۔ پھر یہ کہ اُسے کوئی ثبات و قرار بھی حاصل نہیں، جہاں کسی نے ذرا سا ہاتھ لگایا اُس کی جڑیں زمین سے فوراً جُدا ہو گئیں جیسے کہیں اُوپر ہی رکھی ہوئی تھیں۔ جبکہ اس کے برعکس ہے معاملہ کلمۂ توحید کے شجرۂ طیّبہ کا کہ اُسے زمین سے اُکھاڑنا آسان نہیں ہوتا۔ گویا جو لوگ فی الواقع توحید پر کاربند ہوں اور عقیدۂ توحید ان کے رگ و پے میں واقعۃً سرایت کر گیا ہو ان کو دنیا میں نہ کسی طرح ہراساں کیا جا سکتا ہے نہ خوف زدہ، اور نہ رنجیدہ نہ غمگین، اس لیے کہ توحید کا تو اصل حاصل ہی خوف اور غم دونوں سے نجات ہے، بمصداق الفاظِ قرآنی: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ ("آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے حقیقی دوستوں کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غم و اندوہ سے دوچار ہونے والے ہیں!") اسی حقیقت کو یہاں ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ("یعنی اللہ توحید کے قولِ ثابت کے ذریعے اہلِ ایمان کو دُنیا میں بھی ثبات و استقلال عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی!") واضح رہے کہ یہی لفظ "تثبیت" وارد ہوا ہے سورۃ الانفال میں، جہاں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی مدد کے لیے فرشتوں کو بھیجا اس حکم کے ساتھ کہ: "فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا!" یعنی "قدم جما دو اہلِ ایمان کے!"۔ گویا توحید کے کلمۂ طیّبہ کی بنا پر جیسے اہلِ ایمان کے قدم اس دُنیا میں معرکۂ حق و باطل میں جمے رہتے ہیں، ایسے ہی میدانِ حشر میں بھی پُورے سکون و ثبات کے ساتھ جمے رہیں گے۔ اور پھر جنّت میں وہ پھلیں پھُولیں گے اپنے ربّ کی رحمتوں اور شفقتوں کے سائے میں۔ اور اس کے برعکس ہے معاملہ مشرکین کا جن کے ضمن میں فرمایا: "وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ" واضح رہے کہ ظلم سے قرآن مجید